۴۔ روزمرہ کے مطابق خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) خواب میں دیکھتا ہوں کہ گویا ہوا ______ چلا جاتا ہوں۔

(ب) خود بخود پچھلی محنتوں کے غبارِ دل سے ______ جاتے ہیں۔

(ج) اُس نے صلاح دی کہ نقاب ______ پر ڈالو۔

(د) جرأت کو کوئی خاطر میں نہ ______ تھا۔

(ہ) اس کے لیے بھی تکراروں کا غل ہوا ______ تھا۔

۵۔ درج ذیل جملوں کی وضاحت کریں۔

(الف) دوسری وہ عالمِ یادگار کی بقا جس کی بدولت لوگ نام کی عمر سے جیتے ہیں اور شہرتِ دوام پاتے ہیں۔

(ب) جس طرح ملک وشمشیر کے جوش کو قوم کے خون میں حرکت دی، اگر علوم وفنون کا بھی خیال کرتا تو آج قومی ہمدردی کی بدولت ایسی ناکامی نہ اٹھاتا۔

۶۔ درج ذیل الفاظ کو الفبائی ترتیب سے لکھیں اور معنی بھی واضح کریں۔

جاہ وجلال، گروہِ کثیر، اولوالعزم، قیل وقال، بلاتامل، عالی وقار۔

* امدادی یا معاون فعل:

امدادی یا معاون فعل وہ ہوتا ہے جو کسی اصل فعل کے ساتھ مل کر مرکب بناتا ہے، اس کے معنی میں زور پیدا کرتا ہے اور کام کی تکمیل کو واضح کرتا ہے۔

مثلاً: اس نے سانپ کو مار ڈالا۔ میں نے کتاب پڑھ لی ہے۔

ان جملوں میں ''ڈالا'' اور ''لی'' امدادی فعل ہیں کیونکہ ان دونوں افعال نے معنی میں زیادہ وضاحت اور زور پیدا کیا ہے۔

۷۔ اس سبق میں سے پانچ ایسے جملے لکھیں جن میں امدادی افعال آئے ہیں۔

۸۔ اپنے کسی دلچسپ خواب کا حال بیان کریں۔

ڈاکٹر وزیر آغا

ولادت: ۱۹۲۲ء   وفات: ۲۰۱۰ء

ڈاکٹر وزیر آغا سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وزیر آغا زمانۂ طالب علمی سے محمد دین تاثیر، میرا جی اور ن۔م۔ راشد سے متاثر ہو کر اُردو شاعری کی طرف متوجہ ہوئے، اُنھوں نے نظم میں نت نئے تجربات سے جدت پیدا کی۔

ادبی جریدے ''اوراق'' کے مدیر رہے۔ یہ جریدہ اپنے تحقیقی اور تنقیدی مضامین کی وجہ سے ادبی حلقوں میں نہایت تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وزیر آغا اپنے منفرد اور جدید تنقیدی نظریات کی وجہ سے اُردو ادبی دُنیا میں معتبر مانے جاتے ہیں۔ وہ بطور شاعر، نقاد اور صحافی ایک قابلِ قدر مقام رکھتے ہیں لیکن اُن کی ایک اور خصوصیت اُن کی انشائیہ نگاری بھی ہے۔ اچھوتے، نادر اور منفرد موضوعات کی بنا پر وہ انشائیہ نگاری میں ایک اہم نام ہیں۔

تصانیف: اردو ادب میں طنز و مزاح (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی)، اُردو شاعری کا مزاج، گھاس پر تتلیاں، معانی اور تناظر، شام کی منڈیر سے، لکیریں اور دائرے وغیرہ۔

ڈاکٹر وزیر آغا

چند روز ایک روڈ رولر کے ساتھ!

پچھلے چند روز سے میرے گاؤں کی کچی سڑک کو پختہ کرنے کے لیے ایک روڈ رولر آیا ہوا ہے۔ یہ قوی الجثہ، دیو ساری جاپانی پہلوانوں کی طرح کا ایک پہاڑ ہے، مگر گوشت کا پہاڑ نہیں! یہ تو کالے لوہے کا پہاڑ ہے، جس کا کام کچی خوشبودار زمین کے چہرے پر بجری کی تہ جمانا ہے۔ جب یہ ہمارے گاؤں میں داخل ہوا، تو بچوں اور کتوں نے اس کا خوب سواگت کیا۔ بچے تو اس کے بھاری بھر کم گول مٹول پہیوں پر سوار ہو کر تالیاں پیٹنے اور شور مچانے لگے۔ البتہ کُتوں نے صرف بھونکنے تک خود کو محدود رکھا، مگر دو تین روز ہی میں ان لوگوں کا جذبۂ حیرت ماند پڑ گیا اور اب یہ روڈ رولر سارا دن اپنے بوڑھے ڈرائیور کی معیت میں کمال آہستگی کے ساتھ سڑک پر آگے پیچھے ہوتا رہتا ہے۔ شام کو جب ڈرائیور اس پر رکھے ہوئے کمرے کو تالا لگا کر کہیں چلا جاتا ہے، تو میں اس کے پاس آجاتا ہوں اور اس عجوبۂ روزگار کو تا دیر دیکھتا رہتا ہوں۔ سڑک کو

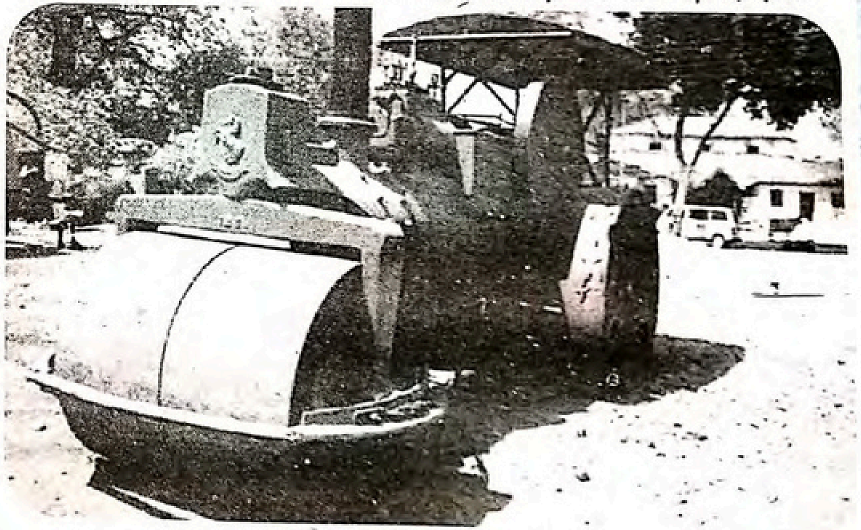

کوٹتے کوٹتے اب اس کے بھاری پہیے خاصے گھِس چکے ہیں۔ اُن پر فِٹ کیا ہوا کمرا بھی خاصا پرانا ہوچکا ہے۔ خدا جانے یہ روڈ رولر اب تک کس کس گھاٹ کا تیل پی چکا ہے کہ اتنا بوڑھا اور گھِسا پٹا نظر آتا ہے؟

پرسوں یہ سوال میں نے اس کے بوڑھے ڈرائیور سے کیا، تو وہ ہنسنے لگا۔ بولا: اس اللہ لوک نے کہاں جانا ہے بابو جی! ساری زندگی اسی علاقے میں دھونی رمائے پڑا رہا ہے۔ مگر جناب! میں نے کئی روڈ رولرز پہ کام کیا ہے اور گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکا ہوں۔ بوڑھے ڈرائیور کے یہ الفاظ سن کر مجھے خیال آیا کہ اصل مارکو پولو یا ابنِ بطوطہ تو یہ ڈرائیور ہے جس نے روڈ رولر کی رفتار سے سیاحت کی ہے نہ کہ اسپِ تازی، یا کھڑ کھڑ چلتی گاڑی کی رفتار سے! سو میں نے اس سے کہا کہ کبھی مجھے بھی اپنے ساتھ روڈ رولر پر بیٹھنے کا موقع دو۔ وہ خوش ہوگیا۔ کہنے لگا میں پچھلے پچاس سال سے روڈ رولر چلا رہا ہوں۔ آپ پہلے شخص ہیں، جس نے روڈ رولر پر بیٹھنے کی خواہش کی ہے۔ میں نے کہا کیا کروں، میں خواہش ہی کا تو مارا ہوا ہوں۔ سو پروگرام طے پا گیا۔

دوسرے روز میں روڈ رولر پر سوار ہوگیا۔ یہ کام اتنا ہی مشکل تھا جتنا کسی زمانے میں ہاتھی پر چڑھنا۔ مگر جس طرح آدمی ایک بار ہاتھی کے ہودے میں بیٹھ جائے، تو اس کے دل کی انار کلی کھِل جاتی ہے اور وہ خود کو شہنشاہِ جہانگیر سمجھنے لگتا ہے بالکل اسی طرح جب میں روڈ رولر کے کمرے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا، تو مجھے محسوس ہوا کہ میں زندگی کی کسی نئی سطح پر اٹھ آیا ہوں۔ تب ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ روڈ رولر چل پڑا مگر تا دیر میں یہ فیصلہ نہ کرسکا کہ وہ چل پڑا ہے یا ابھی رُکا کھڑا ہے۔ یہ سڑک جس پر وہ کام کر رہا ہے نہر کے ساتھ ساتھ بنائی جارہی ہے۔ میں نے روڈ رولر کی رفتار کا اندازہ لگانے کے لیے ایک نظر نہر کے پانی پر ڈالی۔ پانی کی سطح پر کسی پرندے کا ایک پَر بہتا چلا جارہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ روڈ رولر کے برابر سے گزرا اور پھر گزرتا ہی چلا گیا۔ ایک بار پھر مجھے شک پڑا کہ روڈ رولر شاید ابھی چلا نہیں ہے مگر نہیں! وہ تو چل رہا تھا، وہ دراصل ٹھہراؤ اور رفتار کے عین درمیان کی حالت میں تھا، یعنی ایک زاویے سے دیکھیں، تو ٹھہرا ہوا

نظر آئے، دوسرے زاویے سے دیکھیں، تو حرکت کرتا ہوا۔ مجھے اس سے پہلے ٹھہراؤ اور رفتار کے درمیانی وقفے کا کبھی تجربہ نہیں ہوا تھا۔ اب یہ تجربہ ہوا تو میں کھل اُٹھا۔

گھنٹہ بھر کے لگاتار سفر میں ہم نے بہ مشکل پچاس گز کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ روڈ رولر ایک گھنے درخت تک پہنچ گیا اور پھر پورے پندرہ منٹ اس نے درخت کے سائے کو پار کرنے میں لگا دیے۔ چنانچہ مجھے یہ موقع ملا کہ میں درخت کے چھتنار کو بغور دیکھ سکوں۔ میں نے دیکھا کہ درخت کی شاخوں میں پرندے بااطمینان بیٹھے تھے۔ کوئی اور سواری ہوتی مثلاً تانگا، سکوٹر، ٹریکٹر، یا ٹرک، تو وہ ڈر کر اُڑ گئے ہوتے، لیکن روڈ رولر کی آہستہ خرامی نے انھیں قطعاً بے چین نہیں کیا تھا۔ انھی پرندوں میں مجھے ایک بل بتوڑی (چھوٹے الو کی مادہ) اپنے تین نٹ کھٹ نونہالوں کے ساتھ ایک شاخ پر بیٹھی دکھائی دی۔ میں نے دیکھا کہ ماں بیٹے بڑی حیرت سے روڈ رولر کو دیکھ رہے تھے۔ وہ اتنے حیرت زدہ تھے کہ ان کے گول گول دیدے آنکھوں کے سوراخوں سے باہر نکل آئے تھے۔ تب بل بتوڑی نے ''ہو ہو، ہو ہو'' کی آواز نکالی اور عجیب بات یہ ہے کہ اس بے لفظ بھاشا کا مفہوم فی الفور میری سمجھ میں آنے لگا۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ کہہ رہی ہو، رفتار ہی انتشار ہے!! پرندوں میں الو کو فلاسفر کہا گیا ہے۔ اس روز اگر الو صاحب بھی تشریف فرما ہوتے تو شاید مجھے دانائی کی کسی اور پرت سے بھی آشنا کرتے۔ مگر میں بیگم اُلو کی بات سے بھی خاصا مطمئن تھا۔ ہماری مستورات تو کبھی بھولے سے بھی ایسی دانائی کا مظاہرہ نہ کریں۔

میں نے زندگی بھر ریل میں سفر کیا ہے یا پھر کار میں۔ دونوں سواریاں جب رفتار پکڑتی ہیں، تو ہر شے اُتھل پُتھل ہو جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ان کی رفتار ایک تیز چمکتی ہوئی دو دھاری تلوار کی طرح ہست کے سینے میں اُتر گئی ہے اور ٹھہری ہوئی اشیا زخمی ہو کر تڑپنے لگی ہیں، مگر میں نے ریل یا کار میں سفر کرتے ہوئے ہمیشہ یہ محسوس کیا کہ ریل یا کار تو آگے کو حرکت کرتی ہے، جب کہ وہ اشیا، جنھیں یہ ٹھوکر لگا کر کچی نیند سے بیدار کرتی ہے ایک عملِ معکوس کا مظاہرہ کرتی ہوئی پیچھے کی طرف اٹھ بھاگتی ہیں.......... درخت، ٹیلے، مکان، فیکٹری، پل، دریا اور نہریں، یہ سب ریل یا کار کی الٹی سمت اتنی تیز رفتاری سے بھاگتی ہیں کہ انسان

اپنی تحویل میں لینا
سوچتا ہے شاید یہ گھر پر کوئی قیمتی شے بھول آئی ہیں اور اب جلد از جلد واپس جا کر اسے اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہیں۔ تیز رفتار سواری پورے ماحول ہی کو لرزہ براندام نہیں کرتی، اسے ایک مسلسل تبدیلی سے ہم کنار بھی کر دیتی ہے۔ آپ کسی شے پر بھی نظریں جما نہیں پاتے، ابھی جو شے نظر کی گرفت میں آئی تھی وہ اب کہاں ہے؟ ...... نہر کنارے کپڑے دھوتی ہوئی دیہاتی دوشیزہ، مکان کی چھت سے سڑک کو بے معنی نظروں سے دیکھتی ہوئی ایک بوڑھی عورت، چارپائی پر دراز ایک شخص اور چارپائی کو اٹھائے ہوئے دو آدمی، اونٹوں کی ایک لمبی قطار اور اونٹوں پر بیٹھے ہوئے سرخ و سپید بچے.......... کسی شے کو بھی بقا نہیں۔ ہر شے ایک لمحے کے لیے سکرین پر آتی ہے اور پھر غائب! انسان سوچتا ہے کہ واقعی تغیر کو ثبات ہے اور یہ زندگی اور کائنات کوئی ٹھوس بنیاد نہیں رکھتی۔ یہ تو محض آنے جانے کا ایک سلسلہ ہے۔ روڈ رولر اردگرد کی دنیا کو جگاتا تو

مگر روڈ رولر پر بیٹھتے ہی ایک بالکل نئے بُعد کا احساس ہوتا ہے۔ دنیا اگر سوئی رہے ہے، مگر اُسے ہڑ بڑا کر اٹھ بھاگنے پر مائل بالکل نہیں کرتا۔ یہی شاید اس کا اصل کمال ہے۔ دنیا اگر سوئی رہے تو سمجھو یہ ایک مردہ شے ہے، پتھر کی ایک سِل ہے، مگر جب یہ سِل ٹھوکر لگتے ہی اپنی آنکھیں آہستگی سے کھول دے اور پھر میٹھی نظروں سے چاروں اور دیکھنے لگے تو سمجھو اب یہ ہست کا بے جان پھیلاؤ نہیں رہی بلکہ موجودگی، کی ایک کھنکتی ہوئی قاش بن چکی ہے۔ بس یہی اصل بات ہے اور اس روز روڈ رولر پر بیٹھتے ہی مجھے موجودگی، سے پہلی بار جو تعارف حاصل ہوا وہ اسی نوعیت کا تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے سامنے کی پہاڑیاں، نہر، درخت، پرندے اور کھیت جو نہ جانے کب سے رُکے کھڑے تھے، یکا یک اپنے ہونے، اپنی موجودگی کا اعلان کرنے لگے ہیں۔ آج سے پہلے میں اکثر سوچتا کہ اگر رفتار کم سے کم کی جا سکے، تو ہست کے لباس کی بُنت میں جگہ جگہ سوراخ اور جھریاں نمودار ہو جائیں گی، جن میں سے ابدیت کی روشنی چھن چھن کر نکلنے لگے گی اور میں اس نور میں پوری طرح بھیگ جاؤں گا (مراقبہ یا سمادھی میں ڈوب جانے والے اپنی رفتار کو کم سے کم سطح پر لا کر شاید اسی سہانی کیفیت سے متعارف ہونے کے متمنی ہیں) مگر آج مجھے یوں لگا ہے جیسے موجودگی، ہست کے رُکے ہوئے بے جان وجود کا نام نہیں ہے اور نہ یہ ہست کے مرقد پر چڑھا ہوا ریشم کا

ایک مہین غلاف ہے بلکہ بجائے خود ایک پوری طرح گندھی ہوئی، ایک بھرپور شے ہے، جس کی ایک اپنی شخصیت، اپنا کردار اور اپنی رفتار ہے۔

مجھے روڈ رولر پر سفر کرتے ہوئے اب تقریباً دو گھنٹے ہو چکے تھے، سو میں نے ڈرائیور سے کہا: کہ بابا جی! اب مجھے اتار دیں۔ میں واپس گھر جانا چاہتا ہوں۔ ڈرائیور نے کہا۔ کوئی بات نہیں میں روڈ رولر پر آپ کو گھر چھوڑ آتا ہوں، مگر میں نے کہا: شکریہ مجھے ذرا جلدی گھر پہنچنا ہے۔ سو میں روڈ رولر سے اُتر کر تیز تیز قدموں سے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ مگر اب میں ایک اور ہی شخص تھا۔ اب میرے لیے روڈ رولر ''ہست'' کا ایک انگ نہیں تھا بلکہ بجائے خود ایک خود مختار، سدابہار، دھڑکتی اور سانس لیتی ہوئی ''موجودگی'' کا مظہر تھا۔ تب میں سوچنے لگا کہ ہر خواہش کے اندر ایک خلا ہوتا ہے، جسے وہ باہر کے وجود سے بھر لینا چاہتی ہے اور جب اسے بھر لیتی ہے، تو اس کا سانس رک جاتا ہے اور وہ مر جاتی ہے، مگر روڈ رولر تو اندر سے خالی نہیں ہے۔ یہ تو ایک گٹھا ہوا، ٹھوس، ہر اعتبار سے ایک بھرپور وجود ہے۔ پھر اسے ''باہر'' کی کسی شے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ .... یہ ایک عجیب سا احساس تھا اور پھر یکا یک میرے سینے کا خلا غبارے کی طرح پھول کر ایک ہُمکتی ہوئی خواہش میں تبدیل ہوگیا اور میں سوچنے لگا کہ کاش! میں بھی ایک روڈ رولر ہوتا!

(پگڈنڈی سے روڈ رولر تک)

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے جوابات لکھیں:

(الف) روڈ رولر کی شکل و صورت کیسی تھی؟

(ب) روڈ رولر کس رفتار سے چل رہا تھا؟

(ج) مغرب میں اُلّو کو کس چیز کی علامت سمجھا جاتا ہے؟

(د) مصنف نے روڈ رولر پر کتنی دیر سفر کیا؟

(ہ) مصنف نے روڈ رولر کی رفتار پر کن خیالات کا اظہار کیا؟

۲۔ خالی جگہ پُر کریں:

(الف) کتوں نے ___بھونک___ کر روڈ رولر کا استقبال کیا۔

(ب) بلکہ ___موجودگی___ کی ایک کھنکتی ہوئی قاش بن گئی۔

(ج) ہر خواہش کے اندر ایک ___خلا___ ہوتا ہے۔

(د) یہ چیزیں ___عمل معکوس___ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیچھے بھاگتی ہیں۔

۳۔ درج ذیل جملوں کی وضاحت کریں:

(الف) رفتار ہی انتشار ہے۔

(ب) واقعی تغیر کو ثبات ہے۔

(ج) میں نے کہا شکریہ! مجھے ذرا جلدی گھر پہنچنا ہے۔

۴۔ درج ذیل جملوں کو قواعد کے مطابق درست کریں۔

(الف) بوڑھا شخص بہت سے گھاٹوں کا پانی پی چکا تھا۔

(ب) پاکستان کے اندر افرادی قوت کی کمی نہیں ہے۔

(ج) میں نے اپنے کالج کی لائبریری سے استفادہ حاصل کیا۔

(د) لڑکا ڈرتا ڈرتا پرنسپل کے دفتر میں داخل ہوا۔

(ہ) ملتان اولیاؤں کی سرزمین ہے۔

۵۔ درج ذیل جملوں میں مناسب مقامات پر رموزِ اوقاف لگائیں۔

الف) وہ بازار سے سبزیاں پھل دالیں اور گوشت لایا۔

ب) وہ شخص خوشبو کی طرح آیا جھوما خوشیاں بکھیریں اور چلا گیا۔

ج) قائداعظم بانیٔ پاکستان بہت بڑے سیاست دان تھے۔

د) ہم مجبور انسان اِن حالات کا مقابلہ کیسے کریں۔

ہ) تم اچھے ہو یا بُرے عالم ہو یا جاہل دین دار ہو یا دُنیا دار اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہو۔